

72315 - صرف کمپنی کے منافع سے زکاۃ نکالنے کے متعلق سوال

سوال

میں ڈیکوریشن شیشہ بنانے والی کمپنی کا مالک ہوں، میرے سوال زکاۃ سے متعلق ہیں، وہ اس طرح کہ میں صرف منافع کی زکاۃ ادا کرتا ہوں اور اس میں سے بھی تیس فیصد (30%) ٹیکس نکال کر، کیا اس طریقہ سے میرا زکاۃ نکالنا صحیح ہے؟

کیونکہ جب سے مجھے کچھ دوستوں نے بتایا ہے کہ اس طرح زکاۃ کی ادائیگی صحیح نہیں مجھے اپنے اس معاملہ میں اس وقت سے پریشانی لاحق ہے، یہ علم میں رہے کہ کمپنی کے کام کا طریقہ کاریہ ہے کہ گاہک کے ساتھ ڈیزائن دار اور رنگین شیشے کے گنبد اور کھڑکیاں بنانے کا معاہدہ ہوتا ہے، اور ہم باہر سے خام مال، شیشہ، سیسہ اور کاویہ وغیرہ منگوا کر سٹور کرتے ہیں اور یہ خام مال پروڈکشن میں استعمال ہوتا ہے اور کچھ سٹور ہو جاتا ہے جو کہ مالی سال کے آخر تک موجود ہوتا ہے اور سال کے آخر میں سالانہ انویٹری کے بعد کمپنی کے مالی مرکز کو اس کی فہرست جاری کر دی جاتی ہے، جو اس سال کے منافع کی تفصیل جاری کرتا ہے اور میں اسی نفع میں سے زکاۃ دیا کرتا ہوں۔

میرے درج ذیل سوالات ہیں:

کیا زکاۃ صرف منافع پر نکالی جائے گی، یا کہ رأس المال پر؟

یا پھر کمپنی کے مالی مرکز کی فہرست میں بیان کردہ مالک کے حقوق پر زکاۃ ادا کی جائیگی؟

کیا نفع کی مد سے حاصل کردہ رقم میں سے محکمہ زکاۃ و آمدنی کو ادا کیا گیا ٹیکس زکاۃ کی ایک قسم شمار ہو گا؟ برائے مہربانی مجھے زکاۃ نکالنے کا صحیح طریقہ بتائیں، کیونکہ میں اپنے اس معاملہ میں پریشان ہوں، اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ وہ میری صحیح اور سیدھے راستے کی راہنمائی فرمائے تا کہ پچھلے برسوں میں کی گئی اپنی کوتاہی اور غلطی کو دور کروں، یا پھر اگر میرا فعل صحیح تھا تو میرا دل مطمئن ہو سکے۔

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ کو دینی احکام کے متعلق سوال کرنے پر جزائے خیر عطا فرمائے، ہر مسلمان شخص پر واجب بھی یہی ہے کہ وہ بغیر کسی تاخیر اور تردد کے اپنے دینی احکام کے متعلق سوالات کرتا رہے۔

آپ کے سوال کا جواب یہ ہے:

اول:

آپ کی یہ کمپنی صنعتی تجارتی کمپنی ہے، اور صنعتی تجارتی کمپنیوں میں تجارتی سامان پر زکاۃ واجب ہوتی ہے، اور کمپنی کے آلات، اور مشینوں اور گاڑیوں، اور عمارت اور اس سامان پر جو استعمال کے لیے ہو زکاۃ واجب نہیں ہوتی صرف اس چیز پر ہو گی جو نفع پر فروخت کے لیے ہو۔

اس کی تفصیل جاننے کے لیے آپ سوال نمبر (74987) اور (69916) کے جوابات کا مطالعہ کریں۔

اس لیے سال کے آخر میں زکاۃ کی ادائیگی کا طریقہ درج ذیل ہوگا:

آپ کمپنی کے سٹور میں خرید کردہ سارا وہ مال شمار کریں جو فروخت کرنے کی غرض سے خریدا گیا ہے، اس میں (شیشہ، سیسہ، ٹانکا۔۔۔ وغیرہ الخ) یہ سب اشیاء شامل ہونگی، سال کے آخر میں ان اشیاء کی قیمت لگائی جائے اور قیمت لگاتے وقت قیمت خرید کو مدنظر نہیں رکھا جائے گا بلکہ مارکیٹ کی موجودہ قیمت لگائی جائے گی۔

اور اس میں وہ رقم بھی شامل کی جائے گی جو کمپنی کے پاس یا بنک میں ہے۔

اور اس میں وہ ادھار اور قرض بھی شامل کیا جائے گا جو آپ نے لوگوں سے لینا ہے، اور جس کے حصول کی آپ کو امید ہے، پھر اس ساری رقم سے اڑھائی فیصد (2.5%) کے حساب سے زکاۃ نکالی جائے گی۔

دوم:

اور دوران سال کمپنی کے منافع کو دو قسموں میں تقسیم کرنا ممکن ہے:

الف: گاہکوں کو شیشہ فروخت کرنے سے حاصل ہونے والا منافع

اس منافع میں زکاۃ واجب ہے، اور اس کے لیے نیا سال شمار کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کا سال وہی ہو گا جو اس المال کا ہے جس سے آپ نے وہ مال خریدا تھا، بشرطیکہ وہ اس المال نصاب تک پہنچتا ہو۔

دیکھیں: المغنی از ابن قدامہ مقدسی (75 / 4)

ب: یعنی خام مال پر محنت کر کے حاصل ہونے والا منافع (یعنی اسے جوڑنے اور بنانے کی اجرت شمار کرنا ممکن ہے) تو اگر یہ منافع نصاب کو پہنچے اور اس پر سال گزر جائے تو زکاۃ واجب ہو گی۔

عملی طور پر دونوں قسم کے نفع میں فرق کرنے میں مشکل پیش آ سکتی ہے اس لیے افضل یہ ہے کہ سارے منافع پر رأس المال والے سال کے آخر میں ہی زکاۃ ادا کر دی جائے، تو اس طرح جو تجارتی سامان کا منافع ہو گا اس کی

زکاة تو آپ نے اس کے وقت (سال پورا ہونے) پر ادا کردی، اور جو کام کی مزدوری اور اجرت پر منافع تھا اس کی زکاة آپ نے پیشگی ادا کردی، کیونکہ وقت سے قبل پیشگی زکاة ادا کرنی جائز ہے۔

سوم:

اور جو منافع سال کے دوران خرچ کیا جا چکا ہے اور سال کے آخر تک باقی نہیں رہا اس پر کوئی زکاة نہیں۔

چہارم:

کمپنی کے تجارتی سامان کیلئے سال کی تحدید کمپنی کی بنیاد کے وقت، یا خام مال کی خریداری کے وقت سے شروع نہیں ہوگا، بلکہ اس نقد رقم سے سال شمار ہو گا جس کے ساتھ آپ نے خام مال کی خریداری کی ہے۔

مثلاً: اگر آپ محرم کے مہینہ میں نصاب کے مالک بن گئے اور کمپنی کی بنیاد رجب کے مہینہ میں رکھی گئی اور خال مال آپ نے رمضان میں خریدا اور کام شروع کر دیا، تو کمپنی کے سامان کا سال محرم کے مہینہ میں ہو گا نہ کہ رمضان المبارک میں۔

چنانچہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

" آپ کو علم ہونا چاہیے کہ تجارتی سامان کا سال اس کی خریداری کے بعد شروع نہیں ہوتا بلکہ اس کا سال اصل مال کا ہو گا، کیونکہ وہ راس المال سے عبارت ہے جسے آپ نے سامان میں تبدیل کر دیا ہے، تو اس طرح سامان تجارب کا سال آپ کے پہلے مال والاسال ہو گا " انتہی

دیکھیں: مجموع فتاویٰ ابن عثیمین (18 / 234)

اس کی مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (32715) کے جواب کا مطالعہ کریں۔

پنجم:

اور رہا مسئلہ ٹیکس نکالنے کے بعد زکاة کا حساب کرنا:

اگر تو سال مکمل ہونے سے قبل ٹیکس نکال کر ادائیگی ہوتی ہے تو آپ کا طریقہ صحیح ہے، کیونکہ ٹیکس کی شکل میں ادا کردہ رقم پر سال پورا نہیں ہوا۔

لیکن اگر یہ ٹیکس سال پورا ہونے کے بعد ادا کیا گیا ہو تو احتیاط اسی میں ہے کہ اس کی زکاة ادا کی جائے تا کہ آپ بری الذمہ ہو جائیں، اس ظالمانہ ٹیکس کی ادائیگی سے آپ کی زکاة ساقط نہیں ہو گی۔

ششم:

اور ٹیکس کو زکاة شمار کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ زکاة کے لیے محدود اور معین مصارف ہیں، جنہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مندرجہ ذیل فرمان میں بیان کیا ہے:

(إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَبْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ)

زکاة تو صرف فقراء، مساکین، اور اس پر کام کرنے والے، اور تالیف قلبی کیلئے، اور غلام آزاد کرانے میں، اور قرض داروں کے لیے، اور اللہ کے راستے میں، اور مسافروں کے لیے ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کردہ ہے، اور اللہ تعالیٰ علم والا اور حکمت والا ہے۔ التوبہ/ 60

اور ٹیکس ان مصارف میں صرف نہیں کیے جاتے، اور ویسے بھی کہ حکومتیں ٹیکس کو زکاة کی مد میں وصول ہی نہیں کرتیں۔

دائمى فتوى كميثى كے علمائے كرام كہتے ہيں:

" عمارت كا ٹيكس ليना زكاة كا بدل نهيں هوسكتا، اور اس كى آمدن نصاب كو پهنچے اور اس پر سال گزر جائے تو زكاة واجب هوكى ٹيكس كى وجه سے ساقط نهيں هوكى " مختصراً

ماخوذ از: فتاوى اللجنة الدائمة (9 / 339)

مزید تفصیل كے ليے سوال نمبر (2447) كا جواب ديكيهيں۔

دائمى فتوى كميثى كے علماء كرام سے مندرجہ ذيل سوال كيا گيا:

میں ٹمبر سٹور كا مالك ہوں اور دكان میں موجود سامان پر سال گزر چكا ہے اور موجودہ سامان پر قرضہ بهى ہے جو كه ادھار خریدا گيا ہے كچھ قيمت ادا كى جا چكى ہے اور باقى ادھار ہے اس كے علاوہ دكان كا كرایہ ، سالانہ لائسنس كى فیس، ٹيكس، انشورنس، اور اسى طرح ملازمين كى تنخواهيں بهى ہيں تو اس كى زكاة كى ادائىگى میں علماء كرام كيا فرماتے ہيں؟

كميثى كے علماء كا جواب تھا:

" برائے فروخت لكڑى اور ديگر سامان كى قيمت نصاب زكاة تك پهنچ جائے يا آپ كے پاس نقد رقم اور دوسرے تجارتى

سامان کو ملا کر نصاب کو پہنچ جائے تو سال گزرنے پر اس میں زکاة واجب ہوگی، قرضہ، کرایہ اور فیسیں، ٹیکسز، انشورنس، تنخواہیں وغیرہ سے زکاة کی ادائیگی ختم نہیں ہوگی " انتہی

دیکھیں: فتاویٰ اللجنة الدائمة (9 / 348)

ہفتہ:

گزشتہ برسوں کی زکاة کے متعلق یہ ہے کہ: آپ ہر برس کی زکاة کا اندازہ لگائیں اور جو آپ کے ذمہ باقی ہے وہ ادا کر دیں، کیونکہ زکاة نکالنے کی کیفیت سے لا علمی وجوبِ زکاة کو ختم نہیں کرسکتی، وہ آپ کے ذمہ قرض ہے اسے ادا کرنا ضروری اور واجب ہے۔

مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (69798) کا جواب دیکھیں۔

واللہ اعلم .